AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پیر کرم شاہ الازہری ؒ کی تفسیر ضیاء القرآن سے علوم القرآن کے مباحث کا تحقیقی جائزہ

The Research Review of the Topics of Quranic Sciences from the Tafseer of Pir Karam Shah Al-Azhari ' Dhiya al-Quran'

Hafiza Sadia Chishti
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
Email: ***hafizasadiachishti@gmail.com***
Muhammad Badee UL zaman Bhatti
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
Email: ***mbadeeulzaman@gmail.com***
Hafiz Abdussattar
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
Email: ***hafizjami686@gmail.com***

Abstract

Huzoor Dhiya al-Umma Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari (رحمت اللہ علیہ) is regarded as one of the great personalities of the Indian subcontinent who introduced the Muslim Ummah to the Quran, Hadith, and the Seerah of Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ وسلم). Through his continuous efforts, he enlightened millions of misguided individuals about the teachings of Islamic Sharia. With his writings, various lectures, and spiritual blessings, he illuminated people's hearts with the light of guidance. He was a beacon of light for those who had lost their way. Pir Karam Shah Al-Azhari (رحمت اللہ علیہ) was a personification of the exemplary character of the Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ وسلم), and his personality encompassed all virtues. He authored a five-volume Tafseer called Dhiya al-Quran, in which he introduced each Surah before discussing it. This introduction includes the occasion of revelation, the number of verses, the divisions (Ruku'at) of the Surah, and a summary of its content. This allows the reader to gain a complete understanding of each Surah. This article discusses the topics related to the Sciences of the Quran as presented in the Tafseer Dhiya al-Quran.

Key Words: *Pir Karam Shah, Tafseer, Dhiya al-Quran, Uloom al-Quran, Usool al-Tafseer.*

تعارف

حضور ضیاء الامّت پیر محمد کرم شاہ الازہری ؒ کا شمار برّ صغیر کی ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے امّتِ مسلمہ کو قرآن و حدیث اور سیرت مصطفیٰ ﷺ سے روشناس کروایا۔ آپ ؒ نے جہدِ مسلسل سے لاکھوں بے راہ رو لوگوں کو شریعتِ اسلامیہ سے آگاہ کیا، اپنی تصانیف، مختلف دروس اور روحانی فیض کے ذریعے لوگوں کو ہدایت کے نور سے منوّر کیا۔ آپ گم کردہ راہ لوگوں کے لئے مینارہ نور تھے۔ آپ ؒ جامع اوصاف کی حامل شخصیّت تھے اور آپ کی ذات حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کی تصویر تھی۔ آپ ؒ نے 5 جلدوں پر مشتمل تفسیر لکھی جس کا نام ضیاء القرآن ہے، آپ نے ہر سورت سے پہلے اس سورت کا تعارف پیش کیا ہے جس میں شان نزول، آیات کی تعداد اور رکوعات کو درج کرنے ساتھ اس سورت کے مضامین کو بھی لکھا ہے جس سے پڑھنے والے کو مکمل تعارف سے شناسائی ہو جاتی ہے۔ اس آرٹیکل میں تفسیر ضیاء القرآن سے علوم القرآن کی مباحث کو بیان کیا گیا ہے۔

نام و کنیت

آپ کا نامِ نامی "محمد کرم شاہ" ہے۔ آپ کی کنیّت آپ کے بڑے بیٹے پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب کے نام سے "ابو الحسنات"

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہے۔

پیدائش

آپ کے اوّلین سوانح نگار پروفیسر حافظ احمد بخش آپ کی ولادت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"علم و معرفت کا یہ چاند 21 رمضان المبارک 1336ھ بمطابق یکم جولائی 1918ء نمازِ تراویح کے بعد ضلع سرگودھا کے شہر بھیرہ میں طلوع ہوا۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا آپکی علمی اور عملی پرواز میں اضافہ ہوتا گیا جس سے آپ نے ایک عالَم کو مستفید فرمایا"1

شجرہ نسب

حافظ احمد بخش، پیر کرم شاہ کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پیر محمد کرم شاہ بن پیر محمد شاہ بن پیر امیر شاہ بن پیر شاہ بن شمس الدین شاہ بن عبداللہ شاہ بن محمد غوث بن غلام محمد حسین شاہ بن شیخ محمد بن شیخ محمود بن شیخ احمد بن شیخ نظام الدین بن شیخ الدین لاہوری لقب کروڑی بن بن شیخ صدر الدین بادشاہ بن شیخ شہر اللہ صاحب سجادہ بن شیخ یوسف بن شیخ عماد الدین بن شیخ رکن الدین سمرقندی بن صدرالدین حاجی بن شیخ اسماعیل شہید بن شیخ الاسلام صدرالدین قتال عارف باللہ بن شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمہم اللہ" 22 واسطوں سے آپکا شجرہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی سے ملتا ہے اور بہاؤالدین ذکریا کا 21 واسطوں سے قصی بن کلاب سے ملتا ہے۔2

بنیادی تعلیم

پیر محمد کرم شاہ مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز قرآن حکیم سے کیا، آپؒ نے قرآن حکیم حافظ دوست محمد، حافظ فضل حسین اور حافظ محمد بیگ سے پڑھا۔ آپ کی بنیادی تعلیم کے متعلق حافظ احمد بخش لکھتے ہیں:

پیر محمد کرم شاہ اس وقت سات سال کی عمر کے تھے جب محمدیہ غوثیہ پرائمری سکول کا آغاز ہوا۔ آپ محمدیہ غوثیہ پرائمری سکول کے پہلے طالب علم تھے۔ 1925 سے 1929 تک چار سال آپ اسی سکول میں تعلیم حاصل کرتے رہے، اس کے بعد آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ میں ایڈمیشن لیا اور 1936 میں شاندار کامیابی کے ساتھ میٹرک مکمل کیا۔3

تعلیم علومِ اسلامیہ کا آغاز

پیر کرم شاہ صاحب نے دینی تعلیم کی ابتداء میٹرک کے بعد بھیرہ میں ہی مولانا محمد قاسم بالاکوٹی سے کیا، آپ نے مولانا قاسم بالاکوٹی سے پند نامہ، کریما سعدی، مصدر فیوض، نامِ حق اور صرف و نحو کافیہ کے دروس لیے۔ اس کے علاوہ آپ نے شرح جامی، منطق کے

---

1 احمد بخش، حافظ، جمالِ کرم، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، مارچ 2003، ص 165

2 رضیہ شبانہ، حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی سہروردی: شخصیّت و خدمات، اسلامک سرچ سنٹر بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان 2010، ص 41

3 احمد بخش، حافظ، جمالِ کرم، ص 167، 166

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رسائل، قطبی، الفیہ، میر قطبی، ملاحسن سنجانی یہ کتب بگویہ مسجد کے مدرس مولانا عبد الحمید سے دو سال میں پڑھیں۔1
اس کے علاوہ آپ نے مولانا محمد دین بدھوی سے میر زاہد، ملاحسن، ملا جلال، حمد اللہ، قاضی مبارک، مسلم بحر العلوم، شمس بازغتہ، مختصر المعانی، مطّول کتب پڑھیں اور اس کے بعد مولانا گلام محمود ساکن سے ادب میں حماسہ، متنبی، فقہ میں ہدایہ اوّلین و آخرین اور معقولات میں ریاضی، ربع الجید، فلکیات، علمِ عروض کتب کا علم حاصل کیا اور پھر مزید علم حاصل کرنے کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے۔
فاضل عربی کا امتحان اس وقت یونیورسٹی کی نگرانی میں ہوتا تھا اس لیے آپ نے 1941ء میں اورنٹیل کالج لاہور میں داخلہ لے لیا اور وہاں الشیخ محمد عربی، رسول خان صاحب اور مولانا نور الحق سے استفادہ کیا۔2
فاضل عربی سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مانسہرہ میں مولانا حمید الدین سے "التوضیح والتلویح" اور مسلم الثبوت پڑھیں۔ پیر محمد کرم شاہ نے 1942ء میں مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے پاس کسبِ فیض کے لیے رختِ سفر باندھا۔
حضور ضیاء الامّت فرماتے ہیں کہ مجھے مولانا سید نعیم الدین کے پاس رہ کر بہت سے اسرار و رموز سے آگاہی ملی، استاد اور شاگرد کے حقیقی تعلق کا خزانہ بھی مجھے آپ سے ملا، 1943ء میں جب دورہ حدیث مکمل کیا تو سید اجمیری نے دستار باندھی اور مجھے سند دیتے ہوئے فرمایا "میں آج مطمئن ہوں کہ میرے پاس دینی علوم اور احادیث مبارکہ کی جو امانت تھی وہ میں نے موزوں شخص تک پہنچادی ہے۔3

اعلیٰ تعلیم

پیر کرم شاہ الازہریؒ اپنی ابتدائی اور دینی تعلیم کے بعد دار العلوم محمدیہ غوثیہ میں مصروف ہوگئے لیکن آپ کے سسر نادر شاہ کی انتہائی خواہش کے مطابق 1951ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے الازہر یونیورسٹی میں چلے گئے وہاں آپ نے شعبہ فقہ اور اصولِ فقہ میں داخلہ لیا اس کے ساتھ آپ نے قاہرہ یونیورسٹی میں ایم۔اے میں داخلہ لیا اور شاندار نمبروں میں کامیابی حاصل کی۔ اور اس کے بعد آپ نے ایم۔فل میں "تخصّص فی القضاء" میں نمایاں طور پر کارکردگی حاصل کی۔4
علم کو حاصل کرنے کی تڑپ، لگن بیرونِ ملک جاکر مزید شدّت اختیار کر گئی آپ نے وہاں جاکر اتنی محنت کی کہ 6 سال کا کورس تین سال میں مکمل کر لیا اور ازہر یونیورسٹی میں ایسی شاندار کارکردگی دکھائی کہ اساتذہ کی نظر میں معزز ہوگئے۔ آپ کو جس قدر علم حاصل کرنے کا شوق اور شغف تھا آپ کے والدِ محترم نے اسی طرح آپ کے لئے انتظامات منظّم فرمائے اور آپ نے بھی اپنے والد کو

---

1 ایضاً، ص40
2 احمد بخش، حافظ، جمالِ کرم، ج1، ص65
3 خاندانی پس منظر اور دورِ طالب علمی، احمد بخش، حافظ، پروفیسر، ادارہ ضیائے حرم بھیرہ، اسلام آباد، ص25
4 اکرم ساجد، محمد، ملفوظاتِ ضیاء الامّت، مکتبہ جمالِ کرم، لاہور، جون 2005ء، ص195

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شکستہ دل نہیں کیا اور اس قدر محنت اور انہماک سے تعلیم حاصل کی کہ آپ خودؒ فرماتے ہیں:

"میری زندگی میں اکثر راتیں ایسی آئی ہیں کہ میں بعد از نمازِ عشاء جب مصروفِ مطالعہ ہوتا تو مجھے رموز، نکات اور کلام کی باریکیوں کا انکشاف ہوتا اور میں اس قدر اس میں منہمک ہوتا کہ اذانِ فجر مجھے رات کی تنگی کا احساس دلاتی"1

جامعہ ازہر سے واپسی

1954ء میں آپ جامعہ ازہر سے واپس آئے اور اپنے دینی اور ملی کاموں کا عملی طور پر آغاز کیا۔

دینی و ملی خدمات

برصغیر پر جب انگریز قابض ہو گئے تو انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے نظام تعلیم کو ختم کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کو عہدوں سے مستعفی کیا اور اپنا نصابِ تعلیم رائج کیا، ایسے مشکل حالات میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کے دادا حضرت امیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے 1925ء میں محمدیہ غوثیہ پرائمری سکول اور اس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ان اداروں کا مقصد دینی اور دنیاوی علوم سے امّتِ مسلمہ کو آراستہ کرنا تھا اور ان اداروں میں مفت تعلیم فراہم کی جاتی تھی۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ نے 1957ء میں اپنے والدِ گرامی کی وفات کے بعد دارالعُلوم محمّدیہ غوثیہ کی نشاطِ ثانیہ کا آغاز کیا اور ایک ایسا نصابِ تعلیم ترتیب دیا جو علوم جدیدہ و قدیمہ کا پر مشتمل تھا اس کا مقصد امّت کو ایسے نایاب لوگ فراہم کرنا تھا جو دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم میں بھی یگانہ حیثیت رکھتے ہوں۔ مفتی زبیر تبّسم نے اپنی کتاب ضیاءُالامّت اور ردّ قادیانیت میں حضُور ضیاءُالامّت پیر محمّد کرم شاہ الازہری کی خدمات کے حوالے سے لکھا ہے:

* پیر محمد کرم شاہؒ 1964ء سے 1994ء تک اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے سپروائزری بورڈ کے ممبر رہے۔
* 1970ء میں ماہنانہ ضیائے حرم کو جاری کیا 1981ء سے 1986ء تک آپؒ رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئر مین رہے۔
* 1981ء میں وفاقی شرعی عدالت کے جج بنے اور عدالتی خدمات کی وساطت سے آپ نے امّتِ مُسلمہ کے لیے حق شفعہ، حد رجم، زرعی اصلاحات جبری ریٹائرمنٹ، قانون شہادت، قانون دیت وقصاص جیسے مسائل نہایت اچھے انداز میں واضح کیے۔
* آپ 1982ء میں سپُریم کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔
* 1990 میں پیر مُحمد کرم شاہ الازہریؒ نے طالبات کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لیے الکلیۃالغوثیہ للبنات کی بنیاد رکھی۔
* خانقاہی نظام کو تعلیم کے ساتھ وابستہ کیا اور جاہلانہ رسم ورواج کا خاتمہ کیا2۔

تصنیفات

* 1960ء میں پیر کرم شاہ الازہریؒ نے تفسیر ضیاء القرآن کا آغاز کیا اور 19 سال کی محنت شاقہ کے بعد تفسیر ضیاء القران کی

---

1 اکرم ساجد محمد، ملفوظاتِ ضیاءالامّت، مکتبہ جمالِ کرم لاہور، جون 2005ء، ص9

2 محمد زبیر تبسم، حضور ضیاءالامت اور رد قادیانیت، لاہور زاویہ پبلشرز، 2021ء، ص56

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صورت میں امّتِ مُسلمہ کو تحفہ دیا۔

* 1983ء میں سیرت مصطفیٰ ﷺ پر کتاب لکھنے کا آغاز کیا جس کا نام ضیاء النبی ﷺ رکھا۔ سات جلدوں پر مشتمل کتاب کا عظیم تحفہ اس امت کو عطا فرمایا۔
* آپ نے ایک کتاب سنّتِ خیرُالانام کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں سنت کا شرعی انکار کرنے والوں کے اعتراضات کے جوابات دیے۔
* 1970ء میں ایک مجلہ ماہنانہ ضیائے حرم کے نام سے جاری کیا۔
* اس کے علاوہ "پیمان سرفروشی" کے نام سے ایک رسالہ بیعت کی حقیقت، اس کے مقاصد، فوائد اور ثمرات پر جاری فرمایا۔
* حضور ضیاءالاُمّت نے اسلام، سیرت النبی ﷺ، سیرت صحابہ، اور تصوف کے موضوعات پر کم و بیش 33 مقالات تحریر کیے اسلام اور اس کے متعلقات میں لکھے گئے مقالات میں قرآن کتاب انقلاب اور اسلام دین فطرت ہے۔

اس کے علاوہ سیرت پر لکھے گئے بہت سے مقالات موجود ہیں سیرت صحابہ، فقہی مباحث اور تصوف پر بھی بہت سے مقالات تحریر فرمائے۔

تلامذہ

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سے ہزاروں کی تعداد میں طلباء نے زانوئے تلمّذ طے کیا ایک بہترین استاد کی علمی وُسعت اور روحانی پختگی طالب علم کی زندگی میں انتہائی گہرے اثرات چھوڑتی ہے آپ نے اپنے شاگردوں کی تربیت اس طریقے پر فرمائی اور ایسے نوجوان تیار کیے جو آج بھی مختلف شعبوں میں اپنی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے ہوئے ہیں آپ سے فیض حاصل کرنے والوں کی تعداد تو سینکڑوں سے بھی زیادہ ہے لیکن چند ایک کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

1. شیخ الحدیث والفقہ مفتی قاضی محمد ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
2. شیخ الحدیث و تفسیر محمد خان نوری ابدالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
3. شیخ الادب والبلاغہ مولانا ملک عطا محمد
4. شیخ الحدیث علامہ عبد الرزاق صدیقی
5. پروفیسر حافظ احمد بخش
6. مولانا ملک محمد بوستان
7. مولانا رضاء الدین صدیقی
8. پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی
9. مولانا ظفر اقبال کلیار
10. مولانا محمد انور گھالوی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

11. مولاناعبدالمجید ارشد
12. مولانا محمد اکرم الازہری

رحلت

حضور ضیاءُ الامّت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے 7 اپریل 1998ء بمطابق 9 ذی الحج 1418 ہجری کو اس دارِ فانی کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ کا مزار بھیرہ میں ہے۔

تفسیر ضیاء القران کا تعارف

تفسیر ضیاء القران اردو زبان میں لکھی جانے والی ایک منفرد حیثیت کی تفسیر ہے یہ بہت مختصر مگر جامع ہے۔ تفسیر ضیاء القران پچھلے ہزار سالہ تفسیری لٹریچر کا لب لباب ہے حضور ضیاء الامت نے تفسیر ضیاء القران کا آغاز 1960ء میں کیا اور 19 سال کی سعی بلیغ سے اس کی تکمیل ہوئی۔ مصنف نے ہر سورت کی ابتدا سے پہلے اس سورت کا تعارف پیش کیا ہے جس میں سورۃ کا شان نزول اس کے مقاصد مضامین کا خلاصہ رکوع آیات اور اگر اس صورت میں کوئی تاریخی واقعہ ہے تو اس واقعے کا پس منظر لکیریں کھینچ کر پیراگراف کے ذریعے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے اور حضور ضیاء الامت نے اس تفسیر میں صرفی نحوی اور لغوی مشکلات کو مختلف لغات اور مختلف تفسیروں کے ذریعے سے حل کیا ہے۔

تفسیر ضیاء القران پانچ جلدوں پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع تفسیر ہے جس کے 35 صفحات ہیں مصنف نے ان پانچ جلدوں میں سورتوں کی تقسیم کا جو طریقہ اپنایا ہے وہ درج ذیل ہے۔

- جلد اول: سورۃ فاتحہ تا سورۃ انعام
- جلد دوم: سورۃ اعراف تا سورۃ بنی اسرائیل
- جلد سوم: سورۃ کہف تا سورۃ سجدہ
- جلد چہارم: سورۃ احزاب تا سورۃ طور
- جلد پنجم: سورۃ نجم تا سورۃ ناس

ضیاء القران کی پہلی جلد 1965 میں شائع ہوئی پیر محمد کرم شاہ الازہری سنی حنفی بریلوی مکتبہ فکر کے نمائندگی کرنے والے مفسر ہیں۔ آپ نے اپنی تفسیر میں ان قران پاک کے ان جگہوں کا خصوصی اہتمام فرمایا جس میں عام طور پر اختلاف ہوتا یا پھر جن مقامات کی وجہ سے بریلوی مکتب فکر کی طرف شرک و بدعت کے فتوے لگائے جاتے ہیں ایسی جگہوں پر خود غور و فکر کر کے کوئی رائے قائم کرنے کے بجائے اپ نے کسی تفصیلی کو یا کسی روایت کو ترجیح دی اور آپ نے باقی تفاسیر سے بھی استفادہ کیا آپ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں بیان کرتے ہیں:

میں نے انتہائی اخلاص کے ساتھ یہ سعی کی ہے کہ ایسے مقامات پر مبالغہ ارائی سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کو صحیح طور پر واضح کر دوں جو قران کریم کی ایات بینات احادیث مبارکہ یا علمائے حق کے اقوال سے ماخوذ ہیں تاکہ ایسے لوگ گوں کی غلط امیزیوں یا اہل غرض کے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الزامات کی وجہ سے حقیقت پر پڑے پردے اٹھ جائیں اور حقیقت واضح ہو جائے اللہ رب العزت کے فضل سے بہت سے الزامات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور لوگوں کے کی غرض فیملی یا دور ہو جائیں گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ اس امت مسلمہ کا ایک حصہ شرک سے لتھڑا ہوا ہے یا ان کے اور مشرکین کے اعمال میں مشابہت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ

پیر کرم شاہ الازہری صمیم قلب سے قرآن پاک کی ہدایت کو اور اس کی روشنی کو قلب و جاں میں اتارنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور امت مسلمہ کو بار بار دعوت دیتے ہیں اور اس امت مسلمہ کو زوال کی گہری وادیوں سے نکلنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں گم کردہ راہ قوم! اگر تم قرآن کی قیادت کو قبول کر لو تو قرآن تجھے آج بھی عظمتوں رفعتوں اور بلندیوں کی طرف لے جا سکتا ہے۔ اے اپنی قسمت پر رونے والے جوانو! تمہاری گم کردہ امامت تمہیں آج بھی واپس مل سکتی ہے اگر تم میں اس کو پانے کی تڑپ ہو اور اگر تم قرآن کا ہر حکم ماننے کے لیے تیار ہو تو قران تمہیں یہ امامت واپس دلا سکتا ہے۔

مصنف نے اس تفسیر میں انتہائی کوشش کی کہ اس صدا کو بلند کر کے امت مسلمہ پر قرانی تعلیمات کو واضح کر کے اس دعوت کو عام کیا جائے۔ آپ نے خصوصا عقائد کے حوالے سے مختلف مباحث کو اس طرح پیش فرمایا کہ تعصب اور گروہیت پر مبنی فکر بلند نہ ہو حضور ضیاء الامت کا تعلق اگرچہ بریلوی مکتبہ فکر سے ہے لیکن آپ کی تحریروں کا مطالعہ کرنے والا اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اپ نے غیر معتدل راستے کی بجائے معتدل راستے کو اپنایا ہے۔ آپ کی دلی، ذہنی کیفیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ایک بڑی دل کو چھلنی کرنے والی حقیقت ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس امت مسلمہ میں بھی انتشار کا دروازہ کھل گیا جس "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا" کا حکم دیا گیا تھا امت مسلمہ اب خود غرضیوں اور مختلف گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ہو گئی ہے اور ان میں تلخیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں اس شیرازہ کو بکھرنے کے بجائے ایک جگہ پر اکٹھا کرنے کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ امت مسلمہ کو قرآن کی ہدایت کی طرف بلایا جائے اور قران کی تعلیمات کو انتہائی دل پذیر انداز میں ان کے سامنے پیش کیا جائے اور پھر ان کی عقل کو اس غور و فکر کی دعوت دی جائے۔

علومُ القرآن کی مباحث

اس تفسیر میں درج ذیل علوم القرآن کے مباحث بیان ہوئے ہیں

- وحی:

حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں اللہ کریم نے آپ کو انسان کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا، بندوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے حضور ﷺ پر جو کلام نازل ہوتا اسے وحی کہتے ہیں۔ وحی کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

مثال نمبر:1وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهوٰی، اِنْ هُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحیٰ1

1النجم:3،4

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اور وہ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتے، نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔"

حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ آیت نمبر 3 کے تحت رقم طراز ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں پہلی آیت کی تائید کی جا رہی ہے یعنی غلط قدم نہیں اُٹھانا، کسی باطل عقیدہ کو اپنانا دور کی بات ہے میرے محبوب تو اپنے خواہش سے اپنے ہونٹوں کو حرکت تک نہیں دیتے۔ ان کی زبان پر کوئی ایسی بات نہیں آتی جس کا محرّک ان کی ذاتی خواہشات ہوں۔

آپ نے آیت نمبر چار کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ھو جو لفظ ہے اس کا مرجع بعض علماء کی رائے کہ مطابق قرآن کریم ہے، اور بعض علماء کی رائے ہے کہ ھو کا مرجع صرف قرآن کریم نہیں، بلکہ قرآن کریم اور جو بات حضور خاتم النبیین ﷺ کے مبارک لب سے نکلتی ہے وہ سب وحی ہے۔ وحی کی دو قسمیں ہیں: جب معنی اور کلمات سب اللہ تعالی کی طرف سے ہوں تو اسے وحی جلی کہتے ہیں جو قرآن پاک کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اور جب معنی کا نزول اللہ کی طرف سے ہو لیکن ان کو الفاظ کا جامہ حضور ﷺ نے خود پہنایا ہو اسے وحی خفی یا وحی غیر متلوّ کہا جاتا ہے جیسے احادیث طیبہ۔ بعض علماء نے ان آیات کے تحت حضور خاتم النبیین ﷺ کے اجتہاد کا انکار کیا ہے یعنی ان کا کہنا ہے کہ حضور کوئی بات اپنے اجتہاد سے نہیں کہتے بلکہ جو ارشاد ہوتا ہے وہ اللہ کی وحی کے مطابق ہوتا ہے لیکن جمہور فقہاء نے حضور کے اجتہاد کو تسلیم کیا ہے اور ساتھ ہی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ اجتہاد بھی اللہ رب العزت کی طرف سے ہوا کرتا ہے اللہ تعالی خود ہی اجتہاد کی حفاظت کرتا ہے حضور ﷺ جو بات اجتہاد کے ذریعے فرماتے ہیں وہ بھی بالکل اللہ رب العزت کے ارادے کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ان اللہ اذا سوغ له علیه الصلاه والسلام الاجتهاد کان الاجتهاد ما یسند الیه وحیا لا نطقاعن الهوی[1]

حضور ضیاء الامت نے وحی کی وضاحت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا یہ واقعہ نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میرا یہ طریقہ کار تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی زبان سے جو کچھ سنتا وہ میں لکھ لیا کرتا تھا قریش کے بعض لوگوں نے مجھے منع کیا اور مجھے کہا تم حضور ﷺ کی ہر بات لکھ لیا کرتے ہو حالانکہ حضور انسان ہیں کبھی غصے میں بھی کوئی بات کہہ دیا کرتے ہیں، چنانچہ میں نے لکھنا بند کر دیا بعد میں اس کا ذکر نبی ﷺ کی بارگاہ میں ہوا اور میں نے لکھنے کا سلسلہ بند کرنے کی وجہ بیان کی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي اِلَّا الْحَقّ. اے عبداللہ! آپ میری ہر بات کو لکھا کرو، اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے سوا کچھ بھی نہیں نکلتا۔ آیت مذکورہ کی تفسیر، تفسیر بالماثور کی ایک مثال ہے۔ پیر صاحب نے اس کی مزید تفصیل سنّتِ خیر الانام ﷺ میں بھی بیان کی ہے۔

مثال نمبر 2: قل ما یکون لي ان ابدله من تلقاء نفسي ان اتبع الا ما یوحی الي اني اخاف ان عصیت ربي عذاب یوم عظیم۔[2]

---

[1] محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکشنز، لاھور، ج 5، ص 11

[2] یونس: 15

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضور ضیاء الامّت رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی اس آیت مبارکہ میں اپنے محبوب ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ! ان لوگوں کو بتادو کہ یہ میرا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالی کا کلام ہے اور اگر اللہ تعالی مجھے وحی سے مشرّف نہ فرماتا تو میں ایسا کلام کیسے پیش کر سکتا تھا، ذرا سوچو میں تمہارے اندر چالیس سال کا عرصہ رہ چکا ہوں تو کیا میں نے پہلے بھی کبھی تم لوگوں سے ایسی بات کہی تھی جب کہ میری صداقت، میری سچائی، میری امانت، دیانت تمہارے نزدیک بھی ہر شخص سے بالاتر ہے تو مان لو میری بات کہ یہ اللہ ربّ العزّت کا کلام ہے اس عظیم ذات کے کلام میں کسی قسم کا ردّوبدل کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔1

مثال نمبر3: ان اتبع الا ما یوحی الي2

ترجمہ: میں تو پیروی کرتا ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے۔

حضور ضیاءالاُمّت رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ فرماتے ہیں:

اما في الاخره فمعاذ الله قضى علم انه في الجنه حين اخذ ميثاقه في الرسل ولكن قال ما ادري ما يفعل بي ولا بكم في الدنيا اخرج كما اخرجت الانبياء.3

یعنی یہ کہنا کہ حضور خاتم النّبیین ﷺ کو یہ پتہ نہ تھا کہ روزِ محشر ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا تو ایسی ناموزوں بات سے ہم اللہ رب العزت کی پناہ مانگتے ہیں۔ حضور ﷺ کو اس وقت سے اپنے ناجی ہونے کا علم تھا جب انبیاء کی روحوں سے حضور خاتم النّبیّین ﷺ پر ایمان لانے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا دنیا میں مجھے سابقہ انبیاء کی طرح ملک بدر کر دیا جائے گا یا نہیں۔ اور حسن بصری نے کہا ہے کہ: ثم بين الله لنبيه ما هو فاعل به وبمن كذب بما جاء به من قومه وغيره4 پھر اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اس دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو معاملہ ہونے والا تھا اور جو معاملہ آپ کی قوم اور دوسرے مکذّبین کے ساتھ ہونے والا تھا اس کو بیان کر دیا۔ اس آیت کی تفسیر میں آپؒ نے تفسیرِ طبری کا حوالہ دیا ہے۔

علامہ آلوسی نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے: والذي اختاره ان المعنى على نفي الدراية من غير جهه الوحى سواء كانت الدراية تفصيلية او اجمالية وسواء كان ذلك في الامور الدنيوية واعتقدانه لم ينتقل من الدنيا حتى اوتي من العلم بالله تعالى وصفاته والشؤنه والعلم باشياء يعد العلم بها كمالاً ما لم يعطه احد غيره من العالمين-5

ترجمہ: میرے نزدیک پسندیدہ قول یہ ہے کہ نفی اس درایت کی ہے جو وحی کے بغیر ہو۔ خواہ مفصل ہو یا اجمالی طور پہ ہو۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ حضور خاتم النّبیین ﷺ نے اس دنیا سے انتقال نہیں فرمایا جب تک حضور خاتم النّبیین ﷺ کو اللہ کی ذات، صفات اور اس کے شعور کا علم اور تمام ایسی چیزوں کا علم جو وجہ کمال ہے، نہ دے دیا گیا۔ حضور ضیاء الاُمّت نے اس تفسیر میں

---

1 ضیاءالقرآن، ص286
2 الاحقاف:9
3 ضیاءالقرآن، ج4، ص481
4 ضیاء القرآن، ج 4، ص 481
5 ایضاً

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تفسیرِ روح المعانی کاحوالہ دیاہے۔

- سبعہ احرف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادہے:

اِنَّ هٰذَا الْقرانَ اُنزِلَ اِلىٰ سَبْعَة اَحْرُف فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْه۔1

"یہ قرآن سات حروف پرنازل کیاگیاہے پس اس میں سے جو تمہارے لیے آسان ہواس طریقے سے پڑھ لو"

یہاں قرآن حکیم کے سات حروف پر نازل ہونے سے جو مراد ہے وہ بڑی طویل بحث ہے اور یہ علوم قرآن کی سب سے مُشکل مباحث میں سے ہے۔جو حدیث نقل کی ہے وہ معنٰی کے اعتبار سے متواتر حدیث ہے۔ابوعبید قاسم بن سلامؒ نے اس حدیث کے تواتر ہونے کی تصریح کی ہے اور علامہ ابن جزریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مستقل کتاب میں اس کے تمام طُرق جمع کیے ہیں ان کے مطابق یہ حدیث حضرت عمر بن خطاب،ہشام بن حکیم،عبدالرحمن بن عوف،ابی بن کعب،عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل،ابوہریرہ،عبداللہ بن عباس،ابو سعید خدری،حذیفہ بن یمان،ابوبکرہ،عمروبن عاص،زید بن ارقم،انس بن مالک،سمرہ بن جندب،عمر بن ابی سلمہ،ابو جہم،ابوطلحہ اوراُمّ ایوب انصاریہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔2

سات حروف کے بارے میں خلاصہ یہ ہے کہ امّت کی آسانی کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی تھی کہ قرآن کریم کی تلاوت کو صرف ایک ہی طریقے پر نہ رکھاجائے بلکہ مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔چنانچہ قران کریم سات حروف پر نازل کردیاگیا۔سات حروف پر نازل کرنے کامطلب یہ ہے کہ اس کی قرات میں سات قسم کے اختلافات رکھے گئے،ان اختلافات کے تحت بہت سی قراتیں وجود میں آگئیں۔ابتدا میں ان سات وجوہِ اختلاف میں سے اختلاف الفاظ و مرادفات کی قسم بہت عام تھی یعنی ایسا بکثرت تھا کہ ایک قرات میں ایک لفظ ہوتا تھا دوسری قرات میں اس کے جیسا کوئی دوسرالفظ،لیکن آہستہ آہستہ جب اہلِ عرب قرآن کی زبان سے مانوس ہوگئے تو یہ قسم کم ہوتی گئی،یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پہلے رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ آخری دور کیا تھا جسے اصطلاحاً" عرضہ اخیرہ" کہا جاتا ہے تو اس میں اس قسم کے اختلافات بہت کم کردیے گئے،اور زیادہ تر صیغوں کی بناوٹ مذکرو مونث،واحد وجمع، معروف ومجہول اور لہجوں کے اختلافات رہ گئے۔جتنے اختلافات عرضہ اخیرہ کے وقت رہ گئے تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو اپنے مصحف میں اس طرح جمع فرمادیا کہ ان کو نقطوں اور حرکتوں سے خالی رکھا،لہٰذا قراتوں کے اکثر اختلافات اس میں سموگئے اور جو قراتیں اس طرح ایک مصحف میں نہیں سماسکیں انہیں دوسرے مصحف میں ظاہر کردیااسی بناپر عثمانی مصاحف میں کہیں ایک ایک،دو دو لفظ کا اختلاف پیدا ہوا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس طرح سات مصاحف لکھوائے اور ان میں سورتوں کو بھی مرتّب فرمادیاجبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مصحف میں سورتیں مرتّب نہیں تھی اور قران کریم کے

---

1 صحیح بخاری ،مع القسطلانی،ص453،ج4

2 ابن جزری ص21،ج1،النشرفی قراءت العشر،دمشق 1345ھ

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لیے ایک رسم الخط کا تعین کر دیا اور جو مصاحف اس ترتیب اور رسم الخط کے خلاف تھے انہیں نظر آتش کر دیا۔

سبعہ احرف میں حضور ضیاء الامت کا نظریہ:

قرآن کریم کے سب سے پہلے مخاطب اہل عرب تھے جن کی زبان عربی تھی، اگرچہ سب قبیلوں کی زبان عربی ہی تھی لیکن ان کے لہجوں میں، اور الفاظ کے تلفظ میں اور اعراب میں واضح فرق تھا، یہ حالت ہر زبان میں ہوتی ہے جہاں اردو بولی جاتی ہو وہاں ہر ضلع، ہر تحصیل کے لوگوں کے لہجوں میں فرق پایا جاتا ہے شروع میں مختلف قبائل کی آسانی کے لیے انہیں ان کے اپنے انداز کے مطابق قرأتِ قرآن کی اجازت دے دی گئی تھی کیونکہ سب اہلِ زبان تھے، اس لیے ایسے فرق سے کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہوتی تھی لیکن جب فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا اور دوسرے ممالک بھی اسلام کا حصہ بن گئے وہاں کے رہنے والوں نے اسلام قبول کر لیا اور قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو ہر ایک نے قرآن کے اسی لہجہ اور تلفظ کو صحیح یقین کیا جو اس کے استاد نے اسے سکھایا تھا، اس طرح مختلف اساتذہ کے شاگرد ان اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ تغلیط کرنے لگ گئے اور فتنہ و فساد کی آگ آہستہ آہستہ بھڑکنے لگی۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت حذیفہ کے سامنے بھی پیش آیا جس نے آپ کو حیران کر دیا۔ حضرت حذیفہ آرمینیا کے مقام پر ایک جنگ میں شریک تھے۔ عراق اور شام کے نو مسلم لوگ بھی اس جنگ میں شرکت کے لیے آئے تھے ہر ایک نے اپنے استاد کی سکھائی ہوئی قرات کے مطابق قرآن پڑھا جس سے باہمی جھگڑا ہو گیا ہر ایک نے دوسرے کی غلطیاں نکالیں اور اسے قرآن میں تحریف کہا۔ حضرت حذیفہ نے جب یہ واقعہ اپنے آنکھوں سے دیکھا تو انہیں بہت زیادہ فکر ہوئی، انہوں نے مدینہ منورہ سے واپس آتے ہی اپنے گھر جانے سے پہلے حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا"ادرك هذه الامه قبل ان تهلك"1 اس امت کا خیال کیجئے اس سے پہلے کہ یہ ہلاک ہو جائے۔ اور پھر حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان غنی کو سارا ماجرہ سنایا اور کہا"انی اغشی علیهم ان يختلفوا في كتابهم كما اختلف اليهود والنصارى"2 یعنی مجھے ان کے بارے میں سخت خوف ہے کہ کہیں یہ بھی یہود و نصاری کی طرح قرآن میں اختلاف نہ کرنے لگ جائیں۔

حضور ضیاء الاُمّتؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کا نزول لغتِ قریش کے مطابق ہوا تھا محض آسانی اور سہولت کے لیے دوسرے قبیلوں کو اپنے اپنے لہجوں سے اس کی تلاوت کی اجازت دی گئی تھی لیکن اب یہ اجازت ایک عظیم فتنے کا باعث بن رہی تھی ایسے حالات میں اس اجازت کو برقرار رکھنا یہ سراسر نقصان دہ تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ قرآن کریم کا ایک نسخہ صرف لغتِ قریش کے مطابق لکھیں پھر جب حضرت زید بن ثابت وہ نسخہ تیار کر چکے تو اس کی کافی تعداد میں نقلیں تیار کر کے مختلف ممالک اور شہروں میں بھیجی گئیں اور لوگوں کو سختی کے ساتھ اس کی

---

1 ضیاء القرآن، ج 1، ص 13

2 ایضاً

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پابندی کا حکم دیا گیا اور دوسرے تمام نسخوں کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی کوششوں سے ایک ہلاک کر دینے والے فتنہ کا خاتمہ ہو گیا، امت مسلمہ حضرت عثمان غنی کا یہ احسان نہیں اتار سکتی اسی وجہ سے ہی حضرت عثمان غنی کو "جامع القران" کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سبعہ احرف کے متعلق چند مثالیں ذکر کی تا کہ اس مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے اور پتہ چلے کہ یہ اختلاف معمولی قسم کا تھا۔ مثلاً قریش حَتّٰی کہتے اور بنی ہذیل اور بنی ثقیف اس کا تلفظ اَتّٰی کیا کرتے تھے۔ قبیلہ بنی اسد مضارع میں حروفِ "اتین" کو مکسور پڑھا کرتے جیسے تِعلَمُون۔ اور قریش کی لغت میں حروف "اتین" مفتوح ہیں تَعلَمُون۔ مصر میں اب بھی عام لوگ اپنی گفتگو میں حروف "اتین" کو کسرہ دیتے ہیں۔ قریش کی لغت میں "ماء غیرآسن" ہے لیکن بنی تمیم اسے "ماء غیریاسن" پڑھتے ہیں۔

حضور ضیاءالاُمّتؒ فرماتے ہیں کہ ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ یہ اختلاف کس قسم کا تھا لیکن قرآن کی عظمت اتنے سے اختلاف کی بھی متحمّل نہیں اس لیے اس کو بھی ممنوع قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ وہی قرآن جو اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب رسول خاتم النبیین ﷺ پر نازل فرمایا اور جس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے خالص قریشی لغت کے مطابق جس میں اس کا نزول ہوا تھا ایک صحیفہ میں مرتّب فرمایا وہی قرآن ویسے کا ویسا بغیر کسی کمی کے بغیر کسی تغیر و تبدل کے اب تک ہمارے پاس موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا اس چیز کا اعتراف دوست دشمن سب کو ہے۔

ناسخ و منسوخ: نسخ کے لُغوی معنٰی ہیں "مٹانا" اور "ازالہ کرنا"

کسی حکم شرعی کو دلیل شرعی سے ختم کر دینا1۔

مطلب یہ کہ بعض اوقات اللہ رب العزت زمانے کے حالات کے مطابق ایک شرعی حکم نافذ فرماتا پھر دوسرے زمانے میں اپنی حکمت سے اس حکم کو ختم کر کے اس کی جگہ کوئی نیا حکم عطا فرماتا اس عمل کو "نسخ" کہتے ہیں، اس طرح جو پرانا حکم ختم کیا جاتا ہے اسے "منسوخ" کہا جاتا ہے۔ اور جو اس کی جگہ پر حکم آتا ہے اسے "ناسخ" کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے۔

مثال نمبر4: ما ننسخ من اية او ننسها نات بخير منها او مثلها الم تعلم ان الله على كل شيء قدير2

جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں، تو لاتے ہیں (دوسری) بہتر اس سے یا (کم از کم) اس جیسی کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالی سب کچھ کر سکتا ہے۔

حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت مبارکہ کے تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہود سادہ دل مسلمانوں کے ایمان کو ڈگمگانے کے لیے طرح طرح کے شبے پیدا کرتے ان میں سے ایک یہ تھا کہ قرآن تمہیں ایک حکم دیتا ہے پھر اگلے دن اسے بدل دیتا ہے اور ایک دوسرے حکم پر عمل کرنے کے لیے کہتا ہے ایسے کرنا اللہ تعالی کی شان کے لائق نہیں ہے، اس لیے قرآن خدا کی کتاب ہی نہیں

1 مودودی، مولانا، علوم القرآن، ص159، مکتبہ دار العلوم، کراچی
2 البقرة:106

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہے اس شبہ کے رد میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

حضور ضیاء الامت نے نسخ کے بارے میں لکھا ہے کہ نسخ اصول فقہ کی خاص اصطلاح ہے جس کا معنی ہے "بیان محض لانتهاء الحکم الاول"[1] یعنی اللہ رب العزت نے جو حکم پہلے نازل فرمایا تھا وہ ہمیشہ کے لیے نہیں تھا بلکہ کچھ مدت کے لیے تھا جب اس کی مدت ختم ہو گئی تو دوسرا حکم نافذ کر کے پہلے حکم کی مدت کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں بلکہ عین حکمت ہے۔ کیونکہ عرب جیسی آوارہ قوم کو قوانین کا پابند کرنے کے لیے جن تاریخی اقدامات کی ضرورت تھی وہ چھپے ہوئے نہیں ہیں اس لیے اگر چند بنیادی احکام جو محض وقتی مصلحت کے لیے جن کا حکم دیا گیا تھا بعد میں ان کا حکم اٹھا لیا گیا اور ان کے جگہ دوسرے احکام جو اب ان کی تربیت یافتہ ذہنیّت کے مطابق ہے، نافذ کر دیے گئے ہیں تو یہ بالکل ٹھیک ہے آیت کا یہ حصہ "نات بخیر منها" اسی بات کی طرف واضح اشارہ ہے آخر میں اللہ رب العزت نے ان اعتراض کرنے والے والوں کے منہ کو بند کرنے کے لیے فرمایا کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں میں جو چاہوں کروں، تمہیں اعتراض کا کیا حق ہے؟[2]

مثال نمبر5: وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ۔[3]

ترجمہ: اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ۔

اس آیت کے تحت پیر کرم شاہ صاحبؒ رقم طراز ہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ شریعت کے زیادہ تر احکامات کا نزول مدینہ منورہ میں ہوا لیکن اس سے یہ بات سمجھنا کہ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے کوئی شرعی حکم نازل نہیں ہوا یہ بات قابل فہم نہیں۔ آخر یہ کیسے سمجھ لیا جائے کہ ملت اسلامیہ نے بارہ تیرہ سال کا یہ طویل عرصہ کسی نظام کے بغیر گزارا ہو، اس میں شک نہیں کہ مکہ مکرمہ میں بھی احکام کا نزول ہوا حالات کے مطابق ان میں رد و بدل کیا گیا جن پر کفار مکہ کو الزام تراشی کا موقع ملا۔ یہ کہنا کہ کفار نے اس بات پر اعتراض کیا کہ ایک واقعہ کو کئی بار مختلف اسلوب سے کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً کیوں بیان کیا گیا ہے۔ ایک چیز کو ثابت کرنے کے لیے کئی مقامات پر نئے دلائل پیش کرنا ہرگز قابل اعتراض نہیں۔ جن واقعات کو مختلف مقامات پر کئی انداز کے ساتھ تفصیلاً اور اجمالاً ذکر کیا گیا ہے وہ کلام کے سیاق و سباق میں اس زینت سے سجے ہوئے ہیں کہ اگر مقام تفصیل کی جگہ اجمال یا مقام اجمال کی جگہ تفصیل کی جاتی تو قطعاً موزوں نہ ہوتا۔[4]

محکم و متشابہات: ارشادِ ربّانی ہے۔

هُوَ الَّذِي اَنْزَلَ عَلَيكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَات محكمات هُنَّ اُمّ الْكِتَابِ اُخَرُ مُتَشَابِهَات، فَامَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم زيغ فَيَتّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَه وَابتِغَاءَ تَاوِيلِه وَمَا يَعلَمُ تَاوِيلَه اِلَّا الله وَالرَّاسِخُونَ فِي العِلْمِ يَقُولُونَ اٰمَنَّا بِه كُلّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يذَّكَّرُ

---

1 ضیاء القرآن، ج1، ص84

2 ایضاً

3 النحل: 101

4 ضیاء القرآن، ج2، ص206

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اِلاّ اُولُو الْاَلْبَاب-1

ترجمہ: وہی ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کے کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں، پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں صرف ان آیتوں کی جو متشابہ ہیں، اور قرآن سے ان کا مقصد فتنہ انگیزی اور غلط معنی کی تلاش ہے اور نہیں جانتا اس کے صحیح معنی کو بغیر اللہ تعالی کے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے ساتھ اس کے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نہیں نصیحت قبول کرتے مگر عقلمند۔

حضور ضیاءالامّت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ محکم کی تعریف میں رقم طراز ہیں: فالمحکم مالا یعرض فیه شبهة من حیث اللفظ ولامن حیث المعنی۔2 محکم آیت وہ ہے جس کا مفہوم واضح اور بیّن ہو اس کے لفظ یا معنی کے اعتبار سے اس پر کسی قسم کا شبہ نہ وارد ہو سکتا ہو۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے محکم کی تعریف علامہ راغب اصفہانی کی مفردات کے حوالے سے کی ہے

المتشابه ما اشکال تفسیره اما من حیث اللفظ او من حیث المعنی3 یعنی جس کا معنی اور تفسیر کسی لفظ یا معنوی پیچیدگی کی وجہ سے مشکل ہو۔ ارشاد ہوا کہ قرآن کی بعض آیات بالکل واضح اور ہر شک وشبہ سے بالاتر ہیں اور یہی ساری کتاب کی اصل ہیں و مرجع ہیں بعض آیات جن کا مفہوم واضح نہیں ہوتا اور ان میں مختلف تاویلات کی گنجائش ہوتی ہے جن کے دل حق سے پھر جاتے ہیں وہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے آیات متشابہات کی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو محکم آیات کے منافی ہوتی ہیں اور اس طرح ان کے دلوں میں قرآن و اسلام کے متعلق طرح طرح کے شبہات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں یہ لوگ اپنے دین سے بد ظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ چاہیے تھا کہ متشابہات کی تاویل کرتے وقت محکم آیات کی پیروی کی جاتی اور ان کی روشنی میں مفہوم بتایا جاتا ہے لیکن کیونکہ نیت فاسد ہوتی ہے اس لیے وہ صحیح راستے کو چھوڑ کر ٹیڑھا میڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

اور اس آیت کا ایک لفظ "والراسخون" اس کا عطف بعض علماء نے اللہ پر کیا ہے اس کے مطابق معنی یہ ہو گا کہ متشابہات کا حقیقی مقصد اللہ تعالی اور علمائے راسخین کے علاوہ کوئی نہیں جانتا لیکن دوسرے علماء نے "الا اللہ" پر وقف کیا ہے اور "راسخون" کو مستقل جملہ کہا ہے ان علماء کے مطابق مطلب یہ ہو گا کہ مشابہات کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے اور راسخ علما نہ جاننے کے باوجود ان آیات کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں اب شبہ یہ وارد ہوتا ہے کہ کیا قرآن کریم میں ایسی آیات بھی ہیں جن کا مفہوم کسی کو معلوم نہیں اگر ایسا ہے تو پھر قران پاک میں ایسے آیات یا الفاظ نازل کرنے کا فائدہ کیا ہے جب کوئی ان کو سمجھ نہیں سکتا اور ان سے ہدایت بھی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ مفسّرین کرام نے اس شُبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ جو علماء "الا اللہ" پر وقف کرتے ہیں وہ متشابہات کا عام معنی مراد نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک وہ معنی مراد ہیں۔ مااستاثره الله تعالی بعلمه کقیام الساعة والحروف المقطعة فی اوائل السور۔ جن کا علم اللہ تعالی نے اپنے لیے خاص کیا ہوا ہے جیسے قیامت کا وقت، سورتوں سے پہلے حروف مقطعات وغیرہ اب یہاں یہ چیز کھٹکتی ہے کہ کیا ان چیزوں کا علم اللہ

---

1 آل عمران :07
2 ضیاءالقرآن، ج1، ص209
3 ایضاً، ص210

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتایا تو اس کا نہایت واضح جواب علامہ آلوسی نے دیا ہے:

لعل القائل بكون المتشابه مما استاثرالله بعلمه لا يمنع تعليمه للنبي صلى الله تعالى عليه واله وسلم بواسطه الوحى مثلاً ولا القائه في روع الولي الكامل مفصلاً لكن لا يصل الى درجه الاحاطه. كعلم الله تعالى. ومنع هذا وذاك مما لا يكاد يقول به من يعرف رتبه النبي صلى الله تعالى عليه واله وسلم ورتبة اولياء امته الكاملين وانما المنع من الاحاطة ومن معرفته على سبيل النظر والفكر.1

جن علمائے کرام کے مطابق متشابہات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص فرمایا ہے وہ علماء بھی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا علم وحی کے ذریعے سے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیا یا اولیاء کاملین کے دلوں میں ڈال دیا کیونکہ جو شخص حضور ﷺ کے مقام اور حضور ﷺ کی امّت کے اولیاء کے مرتبے کو پہچانتا ہے وہ اس کا انکار نہیں کر سکتا نفی علم محیط کی ہے اور اس علم کی جو انسان اپنی عقل سے حاصل کرتا ہے نہ کہ اس علم کی جو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وحی کے ذریعے سے یا کسی ولی کو الہام کے ذریعے سے عطا فرماتا ہے۔ پیر کرم شاہؒ نے آیتِ مذکورہ کی تفسیر علامہ محمود آلُوسی کی روح المعانی کے تحت دیا ہے۔

خلاصہ بحث

حضور ضیاءالاُمّت پیر کرم شاہ اللہ الازہری 1918ء کو بھیرہ شریف میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے دور کے نامور اساتذہ میں سے علامہ نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا محمد قاسم بالا کوٹی سے تعلیم حاصل کی اور آپ نے اپنی تفسیر میں نحوی و صرفی اور لغوی پیچیدگیوں کو انتہائی مہارت کے ساتھ حل کیا ہے۔ اور آپ نے اپنی تفسیر میں احادیث مبارکہ اور ائمہ کرام کے اقوال بحوالہ پیش کیے ہیں جس وجہ سے پیر کرم شاہؒ کی تفسیر میں ایک وزن پیدا ہوتا ہے۔ حضور ضیاءُالامّت نے اپنی تفسیر ضیاء القران کی ترتیب بڑے حسین پیرائے میں رکھی کہ ہر سُورت سے پہلے اس کا تعارف جس میں سورت کے نزول کا زمانہ، اس کے اغراض و مقاصد، اسباب اور اس سورت کا خلاصہ بیان کیا اگر اس سُورت میں کہیں کوئی سیاسی یا تاریخی واقع پیش ہوا تو اس کے پس منظر کو بھی حضور ضیاء الامت نے بیان کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے بتایا کہ قرآنِ کریم کی فصاحت و بلاغت کا اپناہی معیار ہے اس میں مجازات، استعارات اور امثال بیان ہوئے ہیں آپ نے اپنی تفسیر میں مختلف مباحث کو پیش کیا لیکن اس آرٹیکل میں تفسیر ضیاء القران سے علوم القران کی مباحث کو لیا گیا ہے۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر قرآن میں علوم القران کی مباحث کو نہایت جامعیت کے ساتھ آیاتِ قرانیہ کی تفسیر و تشریح میں قلم بند کیا ہے۔ آپ نے قران مجید میں علوم القران کی مباحث سے متعلق اصلاحات کو بڑے احسن انداز میں پیش کیا ہے اور بڑی انفرادی اور اجتماعی سطح پر اس بحث کے اثرات اور اس کی افادیت کو واضح کیا ہے اور آپؒ نے علوم القران کے مختلف اوصاف کو اجاگر کیا ہے۔ ہم نے اس آرٹیکل میں علوم القران کی مباحث پر تحقیق کرتے ہوئے انتہائی جانفشانی کے ساتھ بہت سے عنوانات کے تحت

---

1 ضیاءالقرآن، ج1، ص210

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تفسیر ضیاءالقرآن سے استفادہ کیاہے اور اسے قارئین کے لیے پیش کر دیاہے تاکہ اہل علم حضرات اس خاص عنوان کے تحت اپنے علمی پیاس کو اللہ تعالی کے فضل سے بجھاسکیں یہی اس آرٹیکل کالب لباب ہے۔